صحابہ کرام اور حُبِ نبوی کا بصیرت افروز منظر

(از مولوی حافظ عبدالعزیز "مولوی عالم" متعلم جماعت ہشتم مدرسہ رحمانیہ)

ہر شخص جب کسی سے محبت کرتا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی مطلب براری مقصود ہوتی ہے بغیر کسی انتفاع کے کوئی محبت نہیں کرتا حتیٰ کہ والدہ اپنے لخت جگر کو دودھ پلاتی ہے تو اسی خواہش پر کہ وہ عنقریب بڑا ہو کر کمائیگا پھر اپنی کمائی سے میری خدمت کریگا۔ یہی حالت والد بھائی بہن و دیگر خویش واقارب کی ہے اسکے علاوہ دنیا میں اور بھی محبتیں ہیں جن کا تمام نظام اسی مطلب براری پر موقوف ہے اسکو محبت غرضی کہتے ہیں جب غرض نکل گئی تو محبت کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا مگر حقیقی محبت اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی جس میں کوئی غرض مضمر نہیں تھی۔ اسی بے لوث محبت کی بنا پر مکہ میں صحابہ کرام ہر قسم کی بلاؤں میں مبتلا کئے گئے مگر وہ نہایت صبر و اطمینان سے ثابت قدم رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر گئے تو مہاجرین کرام بھی اپنا مال و اسباب نیز خویش واقارب کو ظالموں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر مدینہ روانہ ہو گئے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار نے انہیں آگھیرا اور کہا صہیب جب تو مکہ میں آیا تھا تو مفلس و قلاش تھا یہاں بخیر کر تو نے بہت کچھ کمایا۔ آج تو چاہتا ہے کہ سب مال و زر لیکر چلا جائے تو یہ کبھی نہیں ہونیکا صہیب نے کہا اچھا اگر میں اپنا سارا مال و متاع تمہیں دیدوں تب مجھے تم جانے دوگے قریش بولے ہاں حضرت صہیب نے سارا مال انہیں دیدیا اور یثرب کو روانہ ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنکر فرمایا اس سودے میں صہیب نے نفع کمایا۔

حضرت ابو سلمہ جب ہجرت کرنے لگے تو بنو مغیرہ اور بنو الاسد نے ان کی بیوی اور بچہ کو چھین لیا مگر پھر بھی بتقاضائے محبت رسول و دین کے لئے ہجرت کرنا فرض سمجھتے تھے لہذا زوجہ اور بچے کے بغیر مدینہ روانہ ہو گئے۔ ایسی ہی مشکلات کا سامنا تقریباً ہر ایک صحابی کو کرنا پڑا جن میں سے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت نہایت دردناک ہے۔ ظالموں نے آپکی شرمگاہ پر نیزہ مار کر آپ کو شہید کیا۔ بہرصورت مہاجرین کرام کو ہجرت کے وقت مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ گھر چھوڑنا بالخصوص جدوجہد اور ابتلاؤ امتحان کے آسان نہ تھا مگر وہ محبت رسول کے متوالے ان کلفتوں کو بلا شکوہ و شکایت گوارا کر گئے اور کبھی زبان سے اُف تک نہ کی اسیطرح غزوۂ احد کا واقعہ ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تنے والے تیر ہاتھ پر روکے بیہاتھ ہمیشہ کیلئے شل ہو گیا۔ بنو دینار کی ایک عورت تھی جس کے باپ بھائی اور شوہر اس جنگ میں شہید ہوئے تھے وہ کہتی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بتلاؤ لوگوں نے کہا کہ وہ بفضل خدا صحیح و سالم ہیں۔ کہا مجھے دکھلاؤ جب دور سے روئے مبارک دیکھ لیا تو بے اختیار کہہ اٹھی کل مصیبۃ بعدک جلل۔ اب ہر ایک مصیبت کی برداشت ہو سکتی ہے غرض آپ کو دیکھنے کے بعد اس عورت کی تمام کلفت دور ہو جاتی ہے اور

اسکے اقرباکی شہادت پر ذرا ملال نہیں ہوتا ان تمام واقعات سے زیادہ تعجب خیز اور محبت رسول اللہ کا صحیح موازنہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ کفار آپ کو سولی دینے کی غرض سے صلیب کے پاس کھڑا کرتے ہیں ایک سخت دل نے حضرت خبیبؓ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہوگے کہ محمد پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جواب دیا خدا جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا میری جان بچ جانے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ عموماً رسولؐ اللہ کی محبت میں تمام صحابہ کرام کی یہی حالت تھی ہر ایک اپنا جان و مال آپ پر نثار کرنے میں کچھ تردد نہیں کرتے تھے صرف اسی محبت کو دیکھکر کفار مرعوب ہو جاتے تھے اور آپ کے ساتھ لڑنے سے جی چراتے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ کا موجب انعقاد یہی ہے۔

عروہ بن مسعود سفیر قریش نے رسولؐ اللہ کے حضور میں آکر بغور دیکھا کہ صحابہ کرام رسول اللہ کا کتنا ادب کرتے ہیں اور انکی محبت میں مخمور ہیں۔ سفیر اس منظر سے متاثر ہو کر واپس ہوا اور قوم کو صلح پر آمادہ کر لیا۔ غرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ کفار مکہ جیسی سرکش اور مغرور قوم بھی لرز گئی اور صلح کیلئے مجبور ہوئی۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہیں جن میں صحابہ کرام نے اپنی محبت کو عملی صورت میں ثابت کر دکھایا اور حدیث لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین کی حقیقی تصویر کھینچ دی ہے۔ اسی محبت کی بنا پر دنیاوی زندگی میں جنت کی خوشخبری سنادی گئی رضی اللہ عنہم ورضوعنہ، امم سابقہ میں ایسی مثالیں نہیں پائی جاتیں اگرچہ وہ بھی اپنے نبی کے ساتھ محبت کرنیکا دعویٰ کرتے تھے مگر جب موقع آن پڑا تو سب کنارا کش ہوگئے۔ قوم موسیٰ علیہ السلام کو عمالقہ سے جہاد کرنیکا حکم ہوا تھا تو سب نے متفقہ جواب دیا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون اسی طرح نصرانیوں کے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تو سب آپ سے جدا ہوگئے جیسا کہ انجیل وغیرہ میں ہے مگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان غزوہ بدر کے وقت ہوا تو سب امتحان میں کامیاب نکلے جب رسولؐ اللہ اپنے صحابہ سے بار بار مشورہ لیتے رہے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ شاید حضور نے یہ سمجھا ہے کہ انصار اپنے شہر سے باہر نکل کر حضور کی اعانت کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے ہیں میں انصار کی طرف سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم تو ہر حالت میں حضور کے ساتھ ہیں کسی سے معاہدہ فرمائیے کسی کے معاہدہ کو نامنظور کیجئے ہمارے زر و مال سے جسقدر منشا مبارک ہو لیجئے ہمکو جو مرضی مبارک ہو عطا کیجئے۔ مال کا جو حصہ ہم سے حضور لے لیں گے ہمیں وہ زیادہ پسند ہوگا اس مال سے جو حضور ہمارے پاس چھوڑ دینگے ہم کو جو حکم حضور دینگے ہم اسکی تعمیل کرینگے۔ اگر حضور غمدان کے چشمہ تک چلینگے تو ہم ساتھ ہونگے اگر حضور ہم کو سمندر میں گھس جانے کا حکم دینگے تو حضور کے ساتھ وہاں بھی چلیں گے۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول ہم وہ نہیں کہ قوم موسیٰؑ کی طرح۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون کہدیں ہم تو حضور کے داہنے بائیں آگے پیچھے قتال کیلئے حاضر ہیں۔ مذکورہ تقریر سے بخوبی اندازہ لگ سکتا ہے کہ اصحاب کرام کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بنا کر قریش کی طرف بھیجے گئے انکے جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضرت عثمان کو قتل یا قید کر دیا اسلئے نبی صلعم نے اس بے سروسامان جمعیت سے جاں نثاری کی بیعت لی۔